ڈاکٹر فیاض حسین
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پنجابی, گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر صائمہ بتول
لیکچرار شعبہ پنجابی,لاہور کالج، یونیورسٹی برائے خواتین، لاہور

شاہ حسین اور تصوف

Dr Fayyaz Hussain
Assistant Professor Department of Punjabi, Government College University Faisalabad.
Dr Saima Batool
Lecturer Department of Punjabi, Lahore College for Woman University Lahore

Shah Hussain and Sufism

Mysticism is a reformatory movement which works as a universal voice against the idols of prejudice and narrow-mindedness, simultaneously, at the betterment of humanity. A mystic negates a life of pretention, ostentation, sectarianism and religious narrow-mindedness whereas upholds the cause of love, tolerance simplicity and reality so that human life may flourish in a natural way. Mystic always prefers self control and inner purification to the material progress and bodily comforts and thus invites humanly to think of its highest status. He breaks the chains of colour race and religion and thus twists individuals into a thread of humanity the bond of love. Same applies to Shah Hussain, being a scholar and sufi of high rank. He spent much of his life in prayer and meditation. The first step upon the ladder of mysticism is FINNA-FI-ILSHEIKH. The study of the literary works by Shah Hussain reveals that he easily surmounts the first step, FINNA-FI-ILSHEIKH to the last upon the ladder of mysticism.In this research article, ameak attempt has been made reveal a variety of mystic colours found in the poetry of Shah Hussain.

Keywords: *Mysticism, Poetry, Shah Hussain, Literary Surmounts.*

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

تصوف پنجابی کلاسیکل شاعری کا ایک نمایاں ستون ہے۔ تصوف ایک ایسی اصلاحی تحریک ہے جس نے عام انسانی زندگی کی خیر خواہی کی اور اسے تعصب اور تنگ نظری سے آزادی دلوائی۔ آغاز میں ایک صوفی کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ زندگی کو ظاہر داری، فرقہ واریت اور مذہبی تنگ نظری سے نجات دلوا کر اسے محبت، سادگی، رواداری اور سچائی کی فضا میں بڑھنے اور پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کرے۔ تصوف کی بنیاد انتہائی اہم اور اعلیٰ قدروں پر رکھی گئی اور ایک صوفی ہمیشہ ظاہر داری سے زیادہ باطنی پاکیزگی اور نفاست کا علمبردار ہوتا ہے۔ صوفی کا اصل مقصد انسان کو اس کے اصل منصب سے روشناس کروانا ہوتا ہے وہ انسان کو رنگ، نسل، مذہب کی حد بندیوں سے آزاد کروا کر محبت اور انسانیت کے رشتے میں بندھ جانے کا درس دیتا ہے۔ پروفیسر انور بیگ اعوان صوفی کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "صوفی ہر صورت وچ انسان دوستی دا ثبوت دتا اے ظالماں، شخصیت پرستاں اتے جابراں دے مقابلے وچ مظلوماں، جمہور پرستاں اتے کمزوراں دی مدد کیتی اے انسانی معاشرے دی افراتفری وچ ایس انسان نوں رہن دا حوصلہ ای نہیں دتا سگوں دنیا دی طبقاتی جنگ وچ نہتیاں نال ہمدردی دا اظہار کر کے عالمگیر انسانی برادری دے تصور دی حمایت وی کیتی اے"۔(۱)

یہ حقیقت ہے کہ صوفیوں کے مختلف گروہ ہیں پر لگ بھگ سارے صوفی اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ صوفی کا کام دنیاداری سے اور اس کے جھنجھٹوں سے دور رہنا ہے وہ اس بات پر بھی اتفاق کرتے ہیں کہ ایک کوٹھڑی یا جنگل میں بیٹھ کر عبادت کرنا اور مکمل ترک دنیا بھی ٹھیک نہیں بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا میں دل نہ لگانا اصل تصوف ہے۔ سرفراز حسین قاضی لکھتے ہیں:

> "تصوف عملی لحاظ نال اوہ طریقہ اے زندگی گزارن دا جہدا مقصد تے منزل اللہ تعالیٰ دا قرب حاصل کرنا اے بغیر کسے دنیاوی خواہش یاں لذت وچ پین توں ایہہ قرب حاصل کرن لئی اک صوفی نوں بڑیاں اوکڑاں تے مشکلاں توں گزرنا پیندا اے تے ایہہ اوکڑاں یاں تجربے ای اوہناں دا بہترین سرمایہ ہوندے نیں جنہاں دی بناں تے اوہ زندگی دیاں رازاں دے نال نال ذات باری تعالیٰ دے وجود دا وی یقین کر لیندے نیں"۔(۲)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

پنجاب میں مسلم صوفیانہ روایت کا آغاز سید علی ہجویری سے ہوتا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری کا تعلق گیارہویں صدی عیسوی سے ہے وہ افغانستان سے آئے اور پنجاب میں بس گئے۔ شاہ حسین بھی پنجاب کے مشہور صوفی شاعر ہیں ان کا شمار ان صوفیائے کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے ظلمت کدہ ہند میں حق و صداقت کی شمعیں روشن کیں ان کے آباؤاجداد ہندو مذہب سے حلقہ اسلام میں آئے تھے۔ شاہ حسین نے دس سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور شیخ بہلول دریائی کے ہاتھ پر بیعت کی، بہلول دریائی جب لاہور سے رخصت ہوئے تو شاہ حسین کو حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر چھوڑ گئے شاہ حسین اس مزار پر دس سال تک عبادت اور ریاضت میں مشغول رہے۔ شیخ سعد اللہ سے تصوف اور فقہ پڑھا راوی کنارے ساری ساری رات قرآن پاک پڑھتے گزار دیتے ان پر مجذوبی کی کیفیت بھی رہی درویشی اور فقیری میں اس حد تک نکل گئے کہ خود کو یکسر فراموش کر دیا ذات پات اور مذہب کی حد سے آگے نکل گئے اس حوالے سے شفیع عقیل معلومات دیتے ہیں:

> "لوگوں نے جب شاہ حسین سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا نہ میں مقیم ہوں نہ مسافر نہ مسلمان ہوں نہ کافر وہی ہوں جو کچھ کہ میں تھا"۔ (۳)

بہت سے صوفی جن کی تعلیمات سے ہندو مذہب کی نچلی ذاتوں کے لوگ اپنے دھرم کو چھوڑ کر مسلمان ہونے لگے ان میں حضرت داتا گنج بخش کا نام بھی شامل ہے اور پنجاب میں شروع کے صوفیوں نے مبلغوں کا کام بھی کیا پنجاب میں تصوف کے حوالے سے اپنی تحقیقات کی روشنی میں ڈاکٹر لاجونتی لکھتی ہیں:

> "صوفیاں دے صبر، بردباری تے پیار نے وڈیاں ذاتاں دے دھتکارے ہوئے نیچ ذات دے ہندوواں نوں اوہناں دا مرید بنا دتا صوفیاں دے ایس گروہ وچ خواجہ فرید الدین گنج شکر، علی مخدوم ہجویری تے ہور بہت سارے لوک شامل سن"۔ (۴)

حسین کا تصوف اپنی قسم کا ایک مختلف تصوف ہے یہ ہندوستانی اور ایرانی تصوف کا ملا جلا نمونہ ہے یعنی وہ ہندوستانی تو تھے ہی اس کے ساتھ ساتھ ان کے تصوف پہ ایران کے صوفیوں کے اثرات بھی نمایاں ہیں اس کا ثبوت دو طرح دیا جا سکتا ہے ایک تو وہ شراب نوشی کرتے تھے دوسرا ایک لڑکے سے عشق یہ دونوں باتیں اُن میں ایرانی صوفیوں جیسی تھیں جو ہندوستان میں معیوب سمجھی جاتی تھیں شاہ حسین کے تصوف کے بارے میں ڈاکٹر لاجونتی لکھتی ہیں

> "Husain's Sufism was of a peculiar type and resented a curies medley of Persian and Indian Sufism. In his mystic ideas and beliefs he was more Indian than anything else, but in his daily life he followed the style of the Persian Sufis(۵)."

تصوف کے معنی ہر صوفی ہر انسان اور ہر دھرم کے لیے ایک ہی ہیں۔ صوفی اپنے آپ میں رب کی ذات کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور پھر اُسے اپنی حقیقت سے آگاہی حاصل ہو جاتی ہے وہ دنیاداری سے کنارہ کشی کر کے اپنے آپ کو رب کے حوالے کر دیتا ہے اور دنیا کے جھمیلوں سے بے نیاز ہو کر قرب ربی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اسے ہر طرف رب کے جلوے دکھائی دیتے ہیں اور ہر شے میں خدائے واحد کا روپ نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر مجاہدہ بٹ تصوف پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتی ہیں:

> "تصوف ہر عہد، ہر مذہب تے ہر زبان وچ اکو معنی رکھدا اے۔ "الٰہی پیار" دی لگن، اہل صوف ہندو دھرم دے ہوون، سکھ دھرم نال تعلق رکھتے ہوون، عیسائیت دے منن والے ہوون یاں اسلام دے پیرو سوچ تے جذبے اکو ای رکھدے نیں صوفی دی اکھ گیتا وی بھالدی اے، گرنتھ وی پڑچولدی اے انجیل وی چھان دی اے تے زبور وی ٹولدی اے پر انت قرآن والے فلسفہ وحدت الوجود تے ہی آ کے ٹکدی اے"۔(۵)

تصوف کی تعریف مکمل طور پر کبھی بھی نہیں کی جا سکی۔ تصوف انسانی دل کی کیفیت کا نام ہے اور کیفیت وجدان کے ہم پلہ ہے اس کیفیت میں انسان ایک نشے اور سرور میں خود کو فراموش کر کے انسانیت کی آواز بنتا ہے اور اس کی بنیاد محبت، ذوق، پیار اور وجدان پر ہوتی ہے۔ حضرت ابوالحسن نوریؒ تصوف کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

> "تصوف تمام نفسانی لذات و محظوظ سے دستکشی کا نام ہے"۔(۶)

عقیدہ تصوف رکھنے والا صوفی اپنے اندر سے نفرت اور کدورت جیسے منفی جذبوں کو نکال باہر پھینکتا ہے وہ اپنے دل کو نفسانی خواہشات سے پاک کر کے اپنی آرزوں اور تمناؤں سے بے نیاز ہو جاتا ہے وہ کسی چیز کو اپنی ملکیت نہیں سمجھتا بلکہ ہر چیز کا مالک واحد رب تعالیٰ کی ذات کو مانتا ہے وہ دنیاوی سازوسامان اور اُخروی زیب وزینت میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا بلکہ وہ خود کو بھی رب کی ہی ملکیت مانتا ہے اس حقیقت سے روشناس کرواتے ہوئے حضرت ابوالحسن نوریؒ فرماتے ہیں:

"صوفی وہ ہے جس کے قبضہ میں کچھ نہ ہو اور نہ خود کسی کے قبضہ میں ہو"۔ (۷)

صوفی رواداری، امن، پیار اور صلح پسندی کا درس دیتے آئے ہیں وہ کسی بھی فرقے، مذہب یا دھرم کو برا نہیں کہتے لفظ صوفی یونانی زبان کے لفظSophos سے اخذ کیا گیا ہے جس کا مطلہ معرفت یا روحانی علم کے ہیں اس حوالے سے صوفی وہ ہے جو روحانی علوم سے آشنا ہو یا جو روحانی علم کے ذریعے رب کی ذات تک پہنچنا چاہتا ہو بلونت سنگھ لکھتے ہیں:

"صوفی کا ایک مطلب 'پاک' بھی ہے یعنی صوفی وہ ہے جس نے دل کی پاکیزگی حاصل کر لی ہو"۔ (۸)

صوفی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس کے اختیار میں کچھ نہیں خود اُس کا اپنا آپ بھی اپنے بس میں نہیں بلکہ اُس واحد ہستی کے اختیار میں ہے جس نے ساری دنیا تخلیق کی ہے۔ شاہ حسین پنجابی کے مشہور صوفی شاعر ہیں ان کی کافیوں کی تعداد ڈیڑھ سو سے اوپر ہے اور ان کافیوں میں جابجا فلسفہ تصوف کا پرچار دکھائی دیتا ہے ابوالحسن نوری صاحب یہ فرماتے ہیں کہ صوفی کے اختیار میں کچھ نہیں ہوتا اسی حقیقت سے پردہ افشا کرتے ہوئے شاہ حسین اپنی کافی میں انسان کی ڈور اللہ کے ہاتھ میں کی وضاحت اس انداز سے کرتے ہیں کہ وہ نہ صرف اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اپنی آخرت کو سنوارنے کی تلقین اور دنیا کی بے ثباتی کی یاد بھی دلاتے ہیں، لکھتے ہیں:

"نی اسیں آؤ کھڑا ہاں لڑی
نوں تار ڈولکڈی دی اسیں لے کریاں اُڈی
ساجن دے ہتھ ڈور اساڈی میں ساجن دی گڈی
اس ویلے نوں پچھو تاسیں جد جائے پوسیں وچ کھڈی
کہے حسین فقیر سائیں جا سجھ دنیا جاندی ہڈی"۔ (۹)

صوفی اپنے آپ میں مست ہوتا ہے وہ کسی بھی حال میں مطمئن اور خوش رہتا ہے کچھ مل جائے تو بھی راضی کچھ نہ ملے تو بھی رنجیدہ نہیں ہوتا۔ اسکا رب کی ذات پہ توکل زیادہ ہوتا ہے وہ گریہ زاری اور گلے شکوے پسند نہیں کرتا۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اپنے محبوب یعنی رب کو حاصل کیا جانا کوئی مشکل نہیں اور اس ملاپ میں کوئی بھی دقت یا دشواری حائل نہیں ہو سکتی محمد حبیب اللہ فاروقی کچھ ایسے ای انکشافات سے آگاہ کرتے ہوئے شاہ حسین کے بارے میں لکھتے ہیں:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"حسین کو گریہ زاری پسند نہ تھی انہوں نے دیوان حافظ کو زمین پر پھینک دیا اور کہا یہ
تو بوڑھی عورتوں کی طرح ہر وقت بین اور شور شیون کرتا رہتا ہے یار تو ہماری بغل میں ہے
ہنسو، کھیلو، بازی کرو یہ خدا کا حکم ہے یہ خدا کو پسند ہے"۔(۱۰)

پنجاب کے دوسرے صوفی شعراء کی روش پر چلتے ہوئے شاہ حسین نے بھی شاعری کو ہی اپنا ذریعہ اظہار بنایا وہ اپنی کافیوں میں دنیا کے فانی اور عارضی ہونے کی خبر تو دیتے ہی ہیں پر اس کے ساتھ ساتھ ہر وقت کے رونے اور سیاپوں سے خود کو آزاد رکھتے ہیں اور اس بات کی تسلی رکھتے ہیں کہ رب کی ذات اُن کے ساتھ ہے وہ رب کو یار اور محبوب کہتے ہیں اور اپنے محبوب سے دوری کو دوری نہیں سمجھتے بلکہ اس بات کا اطمینان رکھتے ہیں کہ وہ ہر وقت اُن کے ساتھ ہے اور جن کے ساتھ رب تعالیٰ ہو انہیں کس بات کا غم ہو سکتا ہے وہ تو ہر وقت خوش اور مطمئن ہوتے ہیں۔ شاہ حسین کہتے ہیں کہ لوگو میں نے اللہ کی محبت اور عشق والا ٹو کرا تلاش کر لیا ہے وہ اپنے سر پہ اُٹھائے ہوئے ہوں اور سب کو دعوت دیتا ہوں کہ اس راستے پر چل پڑیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے میں کوئی غم نہیں اس جذبے کا اظہار وہ اپنی کافی میں اس طرح کرتے ہیں:

سائیں جنہاں دڑے ول تنہاں نوں غم کہنداا وے لوکا
سوئی بھلیاں جو رب ول آئیاں جنہاں نوں عشق چڑوکاوے لوکا
عشق دی سیر کھاری چائیاں در در دینی آں ہوکاوے لوکا
کہے حسین فقیر سائیں دالدّھاہی پریم جھرو کھاوے لوکا
ہو میں واری غم کمینداوی لوکا(۱۱)

پنجاب کے دوسرے صوفی شاعروں کی طرح شاہ حسین کی سوچ بھی نظریاتی نہیں تھی بلکہ بہت وسیع تھی انہوں نے پنجابی شاعری کو کافی کی صنف سے متعارف کروایا۔ اُن کا قوت مشاہدہ تیز تر تھا حافظ قرآن، تفسیر، فقہ اور تصوف کے عالم ہونے کے باعث ہر بات بڑی گہرائی میں جا کر کرتے یہی وجہ ہے کہ اُن کی کافیوں کے الفاظ سادہ ہیں پر اُن میں گہرے معنی پوشیدہ ہیں اس حوالے سے قاضی جاوید لکھتے ہیں:

"شاہ حسین صاحب حال صوفی ہیں اوہناں دیاں جو کیفیتاں ہوندیاں سن سادہ لفظاں وچ
بیان کر دیندے سن۔ اپنے کلام وچ اوہناں نے تکلف نوں داخل نہیں ہون دتا پر اک تاں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اوہناں دی قوت مشاہدہ تیز سی، دوجے حافظ قرآن سن تے تفسیر اتے تصوف دا مطالعہ کیتا
ہویا سی تیجے اوہناں نے فقر دیاں بڑیاں منزلاں طے کیتیاں سن ایس لئی اوہناں دے سادہ
لفظاں وچ وی ڈونگھے معنی پائے جاندے نیں"۔ (۱۲)

تصوف کا پہلا احساس توحید ہے نہ صرف تصوف کا بلکہ انسان کا پہلا اور بنیادی عقیدہ اور اسلام کا اولین رکن ہے۔ اسلام کے باقی سارے فرض اور ارکان جز ہیں تو توحید کل کی حیثیت رکھتا ہے اگر ایک مسلمان کا یہ بنیادی عقیدہ درست ہو تو باقی اعمال و افعال یقیناً ٹھیک ہوں گے شاہ حسین کی کافیوں میں بھی توحید کا تصور جا بجا ملتا ہے وہ رب کی یکتائی کی گواہی دیتے کہتے ہیں:

سنجاں بولن دی جاناہیں
اندر باہر اکا سائیں کس نوں آکھ سنائیں

اکو دلبر سبھ گھٹ رویا دوجا نہیں کدائیں!
کہے حسین فقیر سائیں داست گُر توں بل جائیں (۱۳)

شاہ حسین اپنی شاعری میں جگہ جگہ نیک عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں انہوں نے اپنی زندگی کے ۳۶ سال عبادت و ریاضت میں گزارے اور اگلے ۲۷ سال مجذوبیت کی کیفیت میں رہے تصوف کی اصطلاح میں مجذوب وہ ہوتا ہے جس پر ایسا جذب طاری ہو جائے کہ وہ ایک لمحے میں حق و باطل کا فرق سمجھتے ہوئے حق سے جا ملے اور تصوف کے سارے پڑا بغیر مجاہدے، محنت کے طے ہو جائیں وہ دنیا سے بے نیاز ہو جائے اور دنیاوی اور شرعی پابندیوں سے آزاد ہو جائے۔ شاہ حسین پر جذب طاری ہوا پر وہ اتنے بے سُرتے نہیں ہوئے تھے وہ ہر طرح کے برے بھلے کو پہچانتے تھے عام لوگوں سے تعلق رکھتے اور اپنی شاعری کے ذریعے عمل اور حرکت کا درس دیتے رہے وہ ذات کے جولاہے تھے اور اُن کے بڑے بزرگ کھڈی پر کپڑا بنتے تھے اس لیے انہوں نے اپنی کافیوں میں چرخے کو علامت بنا کر لوگوں کو نیک کام کرنے کی تلقین کی ہے۔ چوہدری محمد افضل اس حوالے سے لکھتے ہیں:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"شاہ حسین لاہوری اُن صوفیائے کرام سے تھے جنہوں نے دنیا کی بے ثباتی کو پیش نظر رکھتے ہوئے دنیا کو اخلاص، دیانت، عاجزی، انکساری، نیکوکاری اور اعمال صالحہ کا درس دیا اور اللہ کی عبادت کے لیے کہا"۔ (۱۴)

شاہ حسین نے چرخے کو انسانی جسم کہا ہے اور اس کے مختلف حصوں کو انسانی جسم کے مختلف اعضاء سے استعارہ کیا ہے۔ چرخے کے چلنے کو انسانی جسم کی حرکت اور کتنے کو نیک اعمال کہا ہے اور جو چرخہ نہیں کتتی اُس لڑکی کو اُس کے انجام دے ڈرایا ہے شاہ حسین انسان کو لڑکی اگلے جہان کو سسرال اور سوتر کتنے کو نیک عمل کہتے ہیں:

تون آہو کت وللی نی توں آہو کت وللّی
ساری عمر گوائی ایویں پائی نہ پچھی چھلی
گلیاں وچ پھریں لٹکیندی ایہہ گل مینوں بھلی
کہے حسین فقیر سائیں داداج وہونی چلی (۱۵)

صوفی کا کام ہی لوگوں کو برائی سے روکنا اور نیکی کی دعوت دینا ہوتا ہے۔ وہ خود بھی عاجزی و انکساری و نیکی اختیار کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی برائی اور غرور و تکبر سے روکتے ہیں اور جاہلوں کے ساتھ مقابلہ نہیں کرتے بلکہ برائی کے بدلے میں بھی اچھائی سے جواب دیتے ہیں صوفی کی پہلی خوبی بیان کرتے ہوئے حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں:

"صوفی وہ ہے کہ جب بات کرے تو اس کا بیان اپنے حال کے حقائق کے اظہار میں ہو مطلب یہ ہے کہ وہ ایسی بات نہیں کہتا جو خود اس میں موجود نہ ہو"۔ (۱۶)

شاہ حسین خود بھی عاجزی اختیار کرتے ہیں اوراس کا درس بھی دیتے ہیں وہ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ دنیا میں بھی کسی سے کوئی کام نکلوانا ہو تو عاجزی کرنی پڑتی ہے تکبر کرنے اور اکڑنے یا ضد کرنے سے دنیا والے بھی بات نہیں سنتے تو وہ ذات جس کے علاوہ کوئی غرور و تکبر کر ہی نہیں سکتا کیسے ممکن ہے کہ اُس کے سامنے اپنے آپ کو جھکایا نہ جائے۔ شاہ حسین بڑے مودبانہ انداز میں رب سے کہتے ہیں:

"میرے صاحبا، میں تیری ہو کی آں
منوں نہ وساریں مینوں میں ہر گلوں چکی آں

اوگنہاری کو گن ناہیں بخش کرے تاں چھٹی آں
جیوں بھاویں تیوں راکھ پیاریا دامن تیرے لگی آں
جے توں نظر کرم دی بھالیں چڑھ چوبارے ستی آں
کہے حسین فقیر سائیں دا در تیرے دی کتی آں" (۱۷)

صوفی فلسفہ وحدت الوجود کا قائل ہوتا ہے وہ ہر چیز میں رب کی ذات کو دیکھتا ہے خود کو عاجز اور معمولی سمجھتا ہے اپنی ہستی کو مٹا کر سب کچھ سب تعالیٰ کو مانتا ہے۔ اس رائے کا اظہار کرتے ہوئے حضرت شبلی کہتے ہیں:

"صوفی وہ ہے جو دونوں جہان میں بجز ذات الٰہی کے کچھ نہ دیکھے"۔ (۱۸)

شاہ حسین کی کئی کافیوں میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور یکتائی کا ہی ذکر نہیں بلکہ عشق ربی کا بھی برملا اظہار ملتا ہے اگر کہا جائے کہ شاہ حسین کی کافیوں کا سب سے بڑا موضوع ہی رب کائنات کا عشق ہے تو بے جا نہ ہو گا رب تعالیٰ کو اپنا سب کچھ مانتے ہوئے شاہ حسین کہتے ہیں:

"ربا میرے حال دا محرم توں
اندر توں ہیں باہر توں ہیں روم روم وچ توں
توں ہیں تانا توں ہیں بانا سبھ کجھ میرا توں
کہے حسین فقیر نمانا میں ناہیں توں" (۱۹)

زندگی امتحان گاہ ہے اس جہان میں انسان جو کچھ بیجتا ہے اس کی فصل اگلے جہاں جا کر اپنے اعمال کی شکل میں کاٹتا ہے دنیا میں کوئی بھی کام آسان نہیں سفر زندگی کا ہو یا عشق کا محنت کے بغیر کسی بندے کو اُس کا مقام یا منزل نہیں ملتی لیکن اگر کوئی محنت، صبر اور مستقل مزاجی سے کسی کام کو لگا رہے تو آخر کار وہ سرخرو ضرور ہوتا ہے۔ شاہ حسین عشق کو سوئی کا سوراخ کہتے ہوئے اس طرح فرماتے ہیں:

ے

عاشق ہوویں تاں عشق کماویں
باہر پاک اندر آلودہ کیا توں شیخ کہاویں
راہ عشق سوئی دا نکا دھاگا ہووے تاں جاویں
کہے حسین جے فارغ تھیویں تاں خاص مراتبہ پاویں (۲۰)

بڑے بزرگ کہتے ہیں کہ دعائے فقیراں اور رحم اللہ۔ شاہ حسین بھی اللہ کے فقیر تھے بزرگ تھے وہ ہمیشہ اپنی کافیوں کے ذریعے حق سچ کی تبلیغ کرتے رہے وہ لوگوں کو راہ حق پر چلنے کا درس بھی دیتے اور دعا بھی دیتے اور یہ بھی بتاتے کہ یہ دنیا فانی عارضی اور زوال پذیر ہے یہاں کسی بھی شے کو دوام اور ہیشگی حاصل نہیں ہر شے نے آخر ختم ہو جانا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ انسان کو یہ بھی سمجھاتے ہیں کہ اگر سچے رب سے عشق کر لیا جائے تو کوئی غم کوئی پریشانی نہیں اور اگر فقیروں کی دعا ساتھ ہو تو اللہ پاک کا رحم بھی شامل حال ہو جاتا ہے تو مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں انسان کو ہمیشہ اپنی اصل اور حقیقت پر نظر رکھنی چاہیے جب مر کر مٹی کے ساتھ مٹی ہو جانا ہے تو غرور کس بات کا اس حقیقت کا اظہار کرتے شاہ حسین کہتے ہیں کہ:

”نی تینوں رب نہ بھلی دعا فقیراں دی ایہا
رب نہ بھلی ہور سبھ کجھ بھلی رب نہ بھلن جیہا
سوہنا روپا چھل ویسی نہ لگدا ایہا
ہور ناں نال ہسدی کھیڈ دی شونال گھونگھٹ کہیا
چارے نین گڈ اوڈ ہوئے وچ وچولا کہیا
عشق چوبارے پائی جھاتی ہن تینوں غم کیہا
مائے دی سواہنہ بابل دی سوہنہ گل چنگیر ڑی ایہا
جس جوبن توں توں مان کریندی جل بل تھیسی کھیہا
کہے حسین فقیر نمانا مرنا تاں تاناں کیہا“ (۲۱)

شاہ حسین کی کافیوں میں صوفیانہ رنگ نمایاں ہے وہ اتنے خوبصورت اور دلکش انداز میں اپنا پیغام دیتے ہیں کہ ان کے الفاظ دل کو چھو جاتے ہیں اور الفاظ کی جگہ تصویریں لگنے لگتی ہیں انہوں نے پنجابی ثقافت سے ایسی ایسی مثالیں اٹھائی ہیں کہ وہ لوگ جو پنجابی یا دیہاتی ثقافت سے واقف ہیں وہ شاہ حسین کی کافیوں میں وہ کلچر نمایاں طور پر دیکھ سکتے ہیں شاہ حسین کی ساری کافیوں میں صوفیت موجود ہے کئی وہ رب کو سب کچھ مانتے ہیں تو کئی اپنی نندیا کرتے ہیں کئی غرور و تکبر سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں تو کئی نیک اعمال کے لیے ترغیب دیتے ہیں کئی عشق حقیقی کو مشکل ترین منزل قرار دیتے ہیں تو کئی رب کے بے نیاز ہو جانے کی خبر دیتے ہیں غرض اُن کی کوئی بھی کافی ایسی نہیں جس میں صوفیانہ جھلک نہ دکھائی دیتی ہو۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

حوالہ جات

۱۔ سعید بھٹا، ڈاکٹر، سانجھ وچار، لاہور: اے ایچ پبلشرز، ۱۹۹۷ء، ص ۳۸۱

۲۔ سرفراز حسین قاضی، تصوف تے پنجابی دے صوفی شاعر، لاہور: حامد جمیل پرنٹرز، ۱۹۷۳ء، ص ۳۳

۳۔ لاجونتی راما کرشنا، ڈاکٹر، پنجابی دے صوفی شاعر، لاہور: مجلس شاہ حسین، ۱۹۶۶ء، ص ۸،۷

۴۔ شفیع عقیل، پنجابی کے پانچ قدیم شاعر، کراچی: انجمن پریس، س ن، ص ۹۷

۵- Lajwant Rama, Krishna, Punjabi Sufi Poets, London: Oxforx University Press, P. 18, 19

a۵- عصمت اللہ زاہد، ڈاکٹر، کھوج، لاہور: مسلسل شمارہ ۴۷، چھیماہی پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ص ۵۷

۶۔ غلام معین الدین نعیمی، مترجم، کشف المحجوب، لاہور: گوہر پبلی کیشنز، س ن، ص ۸۷

۷۔ اوہی، ص ۸۹

۸۔ بلونت سنگھ آنند، گوربچن سنگھ طالب، فرید نانک، بلھا، لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۰۷ء، ص ۱۴

۹۔ محمد آصف خاں، کافیاں شاہ حسین، لاہور: پنجابی ادبی بورڈ، ۱۹۸۱ء، ص ۴۰

۱۰۔ محمد حبیب اللہ فاروقی، مادھو لال حسین، لاہور: ملک نذیر احمد کیمبرج پریس، س ن، ص ۱۳

۱۱۔ کافیاں شاہ حسین، ص ۴۱

۱۲۔ قاضی جاوید، پنجاب دی صوفیانہ روایت، لاہور: پنجابی ادبی بورڈ، ص ۱۹۹۳ء، ص ۸۷

۱۳۔ کافیاں شاہ حسین، ص ۹۷

۱۴۔ محمد افضل، چودھری، ایڈیٹر، کافیاں شاہ حسین، لاہور: مکتبہ پنج دریا، ۱۹۶۴ء، ص ۳

۱۵۔ کافیاں شاہ حسین، ص ۵۰

۱۶۔ کشف المحجوب، ص ۸۹

۱۷۔ کافیاں شاہ حسین، ص ۴۰

۱۸۔ کشف المحجوب، ص ۹۳

۱۹۔ کافیاں شاہ حسین، ص ۳۹

۲۰۔ اوہی، ص ۴۳

۲۱۔ اوہی، ص ۵۸